آیہ: قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا کی روشنی میں خاندان کے متعلق انسان کی ذمہ داریاں

سیرت زینب مہدوی[1]

خلاصہ

اسلام میں خاندان کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلام بنیادی طور پر خاندان کے ادارے کو کسی بھی معاشرے کے لیے ایک بنیاد قرار دیتا ہے۔ ہر اچھے کام کا آغاز خاندان سے انجام دینے کی تلقین کرتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی برائی موجود ہے تو سب سے پہلے خاندان میں موجود اس برائی کو دور کرنے کی بات کرتا ہے۔ اسلام میں ماں، بہن، بیٹی، بیٹا، بیوی اور شوہر ہر ایک کے حقوق و فرائض ہیں۔ اسلام آخرت کی کامیابی کو اصل کامیابی گردانتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے خاندان کو آخرت کی کامیابی کے لیے آمادہ و تیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ ہر مسلمان اخروی کامیابی کے لیے سب سے پہلے خود تیار ہو اور اس کے بعد اپنے خاندان کو اس کے لیے تیار کرے۔

اس مقالے میں اس آیت "قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا" کو موضوع قرار دیا ہے جس میں روئے سخن تمام مومنین کی طرف کرتے ہوئے بیوی، اولاد اور گھر والوں کی تعلیم و تربیت کے بارے میں کچھ احکام دیتا ہے، پہلے فرماتا ہے کہ اے ایمان لانے والوں! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ کہ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس میں مقدمہ، مفاہیم شناسی، کے بعد آیہ کی تفسیر کرکے، قرآن کی نظر میں خاندانی سربراہ کی خصوصیات و ذمہ داریوں کو جیسے: خوش اخلاقی سے پیش آنا، امر بالمعروف کرنا، بچوں سے محبت کرنا و۔۔۔ کو ذکر کیا ہے، آیہ کے اہم نکات اور پیغامات کے بعد آخر میں کلی نتیجہ ذکر کیا ہے۔ ہم مقالہ میں مندرجہ بالا نکات پر تفصیل سے بات ہو گی۔

کلیدی الفاظ: قرآن، اہل خانہ، جہنم، انسان، ذمہ داریاں

---

[1] ۔ المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی کراچی پاکستان

مقدمہ

تمام تر حمد و ثناء اس پروردگار کی، کہ جو تمام مخلوقات کا خالق و مالک ہے، اس کی توصیف کے لیے کلمات نہیں، اس کی قدرت کی کوئی حد نہیں اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، اس کی خلقت کے کچھ اہداف تھے جن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہادی و رہنما بھیجے اور اپنی شریعتیں اور قوانین آسمانی کتب کی صورت میں نازل کیے، اسی سلسلے کی آخری کتاب قرآن مجید ہے اور اسی کتاب میں احکام بیان کیے ہیں؟ تاکہ انسان اس پر عمل کر کے سعادت و کمال کو حاصل کریں۔ جس میں ایک یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے نجات دیں کہ جس کا آگ پتھر اور ایندھن ہیں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں خدائی احکام سیکھائیں؟ تاکہ اس پر عمل کر کے سعادت کو حاصل کریں۔

رسول اللہؐ سے سورۃ التحریم کی آیت قوا انفسکم و اھلیکم نارا کی تفسیر میں یہ قول منقول ہے:

كلكم راع وكلكم مسئول من رعيته، الرجل راع على اهله و هو مسئول، و المراة راعيته على بيت زوجها وهى مسئولة عنها؛[1]

تم میں سے ہر ایک نگران و محافظ ہے اور تم میں سے ہر ایک سے پوچھا جائے گا ان لوگوں کی بابت جو تمہاری نگرانی میں ہوں گے۔ مرد اپنے اہل و عیال پر حکمران و نگران ہے اور وہ اپنی رعیت میں اپنے عمل پر اللہ کے سامنے جوابدہ ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمران ہے اور وہ اپنی حکومت کے دائرہ میں اپنے عمل کے لیے جوابدہ ہے۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو صرف کھلانے پلانے ہی کا ذمہ دار نہیں ہے، اس کے دین و اخلاق کی حفاظت و نگرانی بھی اس کے ذمہ ہے اور بیوی کی ذمہ داری دوگنی ہے۔ وہ شوہر کے گھر اور مال کی نگران تو ہے ہی، اس کے بچوں کی تربیت کی خصوصی ذمہ داری بھی اس پر ہے۔

آجکل اکثر و بیشتر لوگ اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ ان کے فرائض میں صرف بچوں کو کھلانا پلانا اور کپڑے پہنانا ہے، جب کے اسلام ان سے اس سے زیادہ کی توقع رکھتا ہے اور جسمانی صحت سے بھی

---

[1] مجموعہ ورّام، ج۱، ص۶

زیادہ روحانی بالیدگی کو ترجیح دیتا ہے۔ عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی دینی، روحانی اور اخلاقی تربیت پر بھی اپنی توجہ مرکوز رکھے۔ لہذا اس مقالے میں آیہ: " قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا" کے تحت گھر کے سربراہ کی ذمہ داریوں کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

لغوی معنی

انفس : جان، روح، ذات، وجود، ہستی

اھل: کنبہ، خاندان

نار: آگ، آتش

الحجر: پتھر، سنگ

ملائکہ: فرشتے

شداد: سخت، زور، تکلیف

امر: حکم، فعل، فرمان، بات

فعل: کوئی کام یا حرکت کرنا[1]

اصطلاحی معنٰی

قوا انفسکم: سب سے پہلے ہر عاقل پر یہ فرض عائد ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر آنے والے خطرے سے بچائے خواہ وہ خطرہ وقتی ہی کیوں نہ ہو اگر یہ خطرہ آتش میں عذاب کا ہو تو عاقل انسان کو اس پر سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

واھلیکم نارا: اور اپنے اھل و عیال کو بھی آتش سے بچاو۔ اس حکم کے تحت یہ بات کافی نہیں ہے کہ انسان خود تقدس مآب بن جائے اور اھل و عیال کو آتش جہنم سے نہ بچائے۔

وقودھا الناس: جس آتش کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اس فقرے سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جہنمی خود بھی آتش میں جلے گا اور اس کی آتش سے دوسرے جہنمیوں کی آتش میں اضافہ ہو گا۔

---

[1]۔ فیروز الدین، فیروز لغات اردو، ص ۷۱۲ تا ۱۳۴۲

والحجارۃ: پتھر بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے ۔واضح رہے کہ پتھر میں ایندھن بننے کی بے پناہ صلاحت موجود ہے۔

علیھا ملائکہ غلاظ شداد: جہنمیوں کو عذاب میں مبتلا رکھنے کے لیے فرشتے موکل ہیں، یہ فرشتے چونکہ عذاب دینے کے لیے خلق ہوئے ہیں

لایعصون اللہ ما امرھم :فرشتے اپنے ارادے کے مالک نہیں ہیں، بلکہ جس مقصد کے لیے اللہ نے انہیں خلق ہے اس سے انحراف نہیں کرتے۔

و یفعلون ما یؤمرون: جو امر ان کی خلقت میں ودیعت ہوا ہے اسے انجام دیتے ہیں، انجام نہ دینے کی صورت یہاں نہیں ہے چونکہ یہ اپنے ارادے کے مالک نہیں بلکہ تابع ارادہ الٰہی ہیں۔[1]

آیہ کی تفسیر

اس آیہ میں خداوند نے اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچانے کا حکم دیا ہے، اس لیے اصل موضوع شروع کرنے سے پہلے تھوڑا سا اس آیہ کی تفسیر کا جائزہ لیا ہے۔

> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ؛[2]
>
> اے ایمان لانے والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ کہ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر تند خو اور سخت مزاج کے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انھیں ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

---

[1]۔ محسن علی، نجفی الکوثر فی تفسیر القران، ،ج۹، ص۲۲۹تا۲۳۰

[2]۔ محسن علی، نجفی۔ بلاغ القران، ص۷۶۶

جہنم کی آگ سے بچاؤ

سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے حضور عرض کیا: میرے اہل و عیال میری باتیں سنتے رہتے ہیں، کیا میں انھیں اس امر کی دعوت دوں؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

> يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔[1]
>
> اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آتشِ دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو تُند خو اور درشت مزاج ہیں انہیں جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔

حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے: کہ آپؑ سے اس زیر بحث آیت کے بارے میں پوچھا گیا: کس صورت میں اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچایا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: جس چیز کا اللہ نے حکم دیا ہے، اسی چیز کا حکم دو جس چیز سے روکا ہے، اس سے روک دو۔ اگر وہ تیری اطاعت کریں تو تم نے انھیں جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ اگر وہ اطاعت نہیں کریں گے تو تم نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔[2]

کتاب جعفر بن محمد درویستی میں حدیث ابن مسعود سے مروی ہے کہ جب یہ آیت يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا نازل ہوئی اور رسولﷺ نے اسے اپنے اصحاب کے سامنے تلاوت فرمائی تو سامعین میں سے ایک نوجوان پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا۔ فوراً رسول اکرمﷺ ان کے قریب آئے اور اس کے دل کے مقام پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: اے نوجوان، لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔ اس وقت نوجوان نے حرکت کی اور کلمہ زبان پر جاری کیا تو

---

[1]۔ سورہ تحریم: ۶

[2]۔ نور الثقلین، ج۵، ص ۳۷۲

رسول اللہ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت دی۔ لوگوں نے کہا: آپ نے کس صورت میں اسے جنت کی بشارت دی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا: ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ[1]

اپنے گھر والوں کا جہنم کی آگ سے بچاو

خداوند مومنین کو بیوی، اولاد اور گھر والوں کی تعلیم و تربیت کے بارے میں کچھ احکام دیتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو اور گھر والاں کو اس آگ سے بچاو کہ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔

خود کو بچانا تو گناہوں کو ترک کرنے اور سرکش خواہشات کے سامنے سر تسلیم نہ کرنے کے ساتھ ہے اور گھر والوں کو بچانا تعلیم و تربیت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا گھر اور گھرانے کی فضا میں پاک اور ہر قسم کی آلودگی سے مبرا ماحول فراہم کرنا ہے۔

یہ وہ طریقہ کار ہے جو گھرانے کی سنگ بنیاد، یعنی ازدواج کے مقدمات سے اور بچے کی پیدائش سے پہلے لمحے سے شروع ہونا چاہیے، ان تمام مراحل میں صحیح لائحہ عمل تربیت دے کر پورے انہماک سے اس پر عمل کرنا چاہیے۔

دوسرے لفظوں میں بیوی اور اولاد کا حق صرف ان کی ضروریات زندگی، مکان اور کھانے پینے کی چیزوں کے فراہم کرنے سے پورا نہیں ہو جاتا۔ ان سے زیادہ اہم ان کے لیے روح اور جان کی غذا کا مہیا کرنا اور صحیح اصول تعلیم و تربیت کو عمل میں لانا ہے۔

قوا (بچاو) کی تعبیر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کہ اگر تم خود ان کو ان کی جہالت پر چھوڑ دو گے تو وہ خواہ نخواہ جہنم کی آگ کی طرف بڑھیں گے۔

وقود (بروزن کبود) آتشگیر یعنی ایسے مادہ کے معنی میں ہے جو آگ پکڑنے کے قابل ہو۔

[1] سورہ ابراہیم آیہ ۱۴، رجوع ہو نور الثقلین، ج۵، ص ۳۷۳، حدیث ۲۲

جہنم کی آگ دنیاوی آگ کی مانند نہیں ہے، اس کے شعلے خود انسان کے وجود کے اندر سے ہی بلند ہوتے ہیں، (اور پتھروں کے اندر سے بھی) نہ صرف گندھگ کے پتھر سے جس کی طرف بعض مفسرین نے اشارہ کیا ہے، بلکہ ہر قسم کے پتھر سے۔ موجودہ زمانے میں ہم جانتے ہیں کہ پتھر کا ہر ٹکڑا ایٹم کے اربوں کھربوں ذرات سے مرکب ہے اور اگر ان کے اندر موجود ذخیرہ آزاد ہو جائے تو ایسی آگ پیدا کر دے کہ انسان دنگ رہ جائے۔

اس کے بعد مزید فرماتا ہے: کہ اس آگ پر ایسے فرشتے مقرر میں جو بہت ہی سخت اور تند و تیز ہیں، وہ ہر گز خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو بھی حکم ملے تعمیل کرتے ہیں:

عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ[1]

اس پر سختی کرنے والے، طاقتور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اس طرح نہ تو بھاگنے کی ہی کوئی راہ ہے اور نہ ہی گریہ وزاری، التماس والتجا اور جزع وفزع ہی موثر ہے۔2

جہنم کی خصوصیات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نَارُ بَنِيْ آدَمَ الَّتِيْ يُوْقِدُوْنَ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْأً مِنْ نَّارِ جَهَنَّمَ: فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً؟ قَالَ: إِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَ سِتِّيْنَ جُزْأً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا کہ بنی آدم جو آگ جلاتے ہیں جہنم کی آگ کے مقابل میں اس کی حرارت ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ صحابہ نے کہا: یارسول اللہ، اگر یہی آگ

---

[1] سورہ تحریم: ٦

[2] ۔ ناصر، مکارم، شیرازی، تفسیر نمونہ، ج ۱۴، ص ۸۲

ہوتی تو جلانے کے لیے وہ بھی کافی تھی؟ تو آپ نے فرمایا: اس کو اس کے اوپر انہتر گنا ترجیح دی گئی ہے۔

نیز جہنم کے متعلق بعض اصحاب سے منقول ہے، فرمایا: أَتَرَوْنَهَا حَمْرَاءَ كَنَارِكُمْ هٰذِهِ، لَهِيَ أَسْوَدُ مِنَ الْقَارِ. راوی کا بیان ہے کہ انھوں نے کہا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ آگ تمھاری اس آگ کی طرح سرخ ہو گی، وہ تو تار کول سے بھی زیادہ سیاہ ہو گی۔[1]

جہنم کی ایک ہزار لگامیں

روضہ کافی میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: رسول ﷺ کا فرمان ہے: مجھے جبرائیل امینؑ نے خبر دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جب تمام اولین و آخرین کو قیامت کے دن جمع کیا جائے گا تو اس وقت جہنم کو لایا جائے گا، اسے ایک ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جا رہا ہو گا اور مہار کو ایک ایک ہزار فرشتہ اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہو گا۔

ملائکہ معصوم ہیں: لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ- "انھیں جس بات کا حکم دیا گیا ہے، وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور اس کے احکام و فرامین کی پوری تعمیل کرتے ہیں۔"

عیون الاخبار میں منقول ہے: جب حضرت امام رضاؑ سے ہاروت و ماروت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: "ملائکہ معصوم ہیں اور ہر قسم کی معصیت اور نتائج سے لطف پروردگار کی وجہ سے محفوظ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ۔[2]

اپنے آپ کو اور اہل عیال کو آتش دوزخ سے بچانے کا طریقہ کیا ہے؟

اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ انہیں مقررہ شرائط کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی المنکر کیا جائے اور انہیں وعظ و نصیحت اور رجز و توبیخ کے ساتھ پابند شرع بنانے کی کوشش کی جائے، اس سے زیادہ خداوند کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ ا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا [3] خدا کسی کو طاقت و برداشت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا۔

---

[1]۔ http://www.javedahmadghamidi.com: عبد علی الحویزی، تفسیر نور الثقلین، ج۵، ص ۳۷۳

[2]۔ سورہ تحریم: ٦

[3]۔ سورہ بقرہ: ۲۸٦

اگروہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل نہ کریں تو کم از کم یہ شخص تو اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے اور قیامت کے دن تو اہل و عیال کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا۔[1]

رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، فرمایا: تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے معاملے میں جواب دہ ہے، حکمران راعی ہے اور وہ اپنی رعیت کے معاملے میں جواب دہ ہے مرد اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی راعی ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔

جہنم کا ایندھن پتھر ہوں گے ،اس سے مراد غالباً پتھر کا کوئلا ہے۔ابن مسعود ،ابن عباس، مجاہد، امام محمد باقرؑ اور سدی کہتے ہیں کہ گندھک کے پتھر ہوں گے۔[2]

اور جو مطلب اوپر تفاسیر میں بیان ہوا ہے یہ فصل الخطاب نے بھی بیان ہوا ہے۔[3]

خاندانی زندگی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسانِ اوّل کے بعد پیدائش کے سلسلے کو خاندانی نظام میں تبدیل فرمایا اور یہ لامتناہی سلسلہ قیامت تک کے لیے رائج کر دیا، زوجین کو خاندانی نظام کی اِکائی؛ بلکہ بنیاد قرار دیا تاکہ اِنسان دنیا میں وہ مقاصد بروئے کار لائے؛ جس کے لیے اس کی تخلیق ہوئی ہے۔

خاندان کسی بھی قوم کی تعمیر میں خشتِ اول کی حیثیت رکھتا ہے، خاندان، وہ گہوارہ ہے جہاں آنے والے کل کے معمار اور پاسبان پرورش پاتے ہیں، خاندان، وہ تربیت گاہ ہے جہاں اخلاق و کردار کی قدریں افراد کے دِل ودِماغ پر نقش ہوتی ہیں اور یہی نقوش دیر تک مرتسم رہتے ہیں؛ یہی وجہ ہے اسلام سمیت تمام مذاہب میں گھر اور خاندان کو بہت اہمیت دی گئی ہے، اسلام میں گھر اور خاندان کے ماحول کو خوش گوار بنانے کے لیے مجمل نصیحتوں پر اکتفا نہیں کیا گیا؛ بلکہ اس کے واضح قواعد و ضوابط کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔

---

[1] محمد حسین، نجفی، فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، ج۱۰، ص ۱۷۵

[2] ابوالاعلیٰ، مودودی، تفہیم القرآن۔ ج۸، ص ۳۰

[3] علی نقی، النقوی، تفسیر فصل الخطاب، ج۳، ص ۶۱۹

آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات سے ہم خود بھی آگاہ نہیں ہیں اور دنیا کو بھی ان سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہمیں صحیح طور پر محسوس نہیں ہو رہی، ورنہ خاندانی حقوق کا جو جامع اور متوازن تصور دین اسلام نے پیش کیا ہے دنیا کے کسی نظام میں اس کا کوئی متبادل موجود نہیں۔

اسلام ہماری زندگی کو صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، اور دعوت و تبلیغ تک ہی محدود نہیں رکھتا؛ بلکہ یہ ہمیں اُس راستے پر گامزن ہونے کی ہدایت دیتا ہے جس پر انسانیت کے سب سے عظیم محسن حضرت محمد ﷺ تھے؛ جن کی مبارک زندگی ساری انسانیت کے لیے نمونہ اور اسوہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا روشن اور مثالی پہلو یہی ہے کہ انہوں نے صرف نماز و روزہ کی تلقین نہیں کی، بلکہ شخصی، خانگی، خاندانی اور انسانی حقوق کے متعلق سب سے بڑھ کر پیغام دیا، کام کیا اور اپنے صحابہ کو اس کی تلقین فرمائی۔ غور کیا جائے تو اسلام نے نیکی کا جو جامع تصور دیا ہے؛ اس میں بھی خدمت خلق، حقوق انسانیت، اقرباء پروری، رہن سہن اور معاشرت، ایک لازمی حصہ ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ[1]

"نیکی صرف یہی نہیں کہ آپ لوگ اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لیں بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کی آزادی پر خرچ کرے، یہ وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور جب کوئی وعدہ کریں تو اسے پورا کرتے ہیں۔ سختی، مصیبت اور جہاد کے وقت صبر کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں اور یہی متقی ہیں"۔

[1] سورہ البقرہ:١٧٧

مفسر قرآن مولانا حمید الدین فراھی کے مطابق لفظ ''بر'' کے اصل معنی ''ادائیگی حقوق'' کے ہیں، یعنی انسان ہر وہ حق ادا کرے جو اس پر قدرتی طور پر اس کے ضمیر کی طرف سے عاید ہوتا ہے۔ گویا ہر انسان کو اپنے پروردگار کا حق بھی ادا کرنا ہے اور اپنے سے متعلق ہر دوسرے فرد کا حق بھی ادا کرنا ہے۔

خاندانی حقوق و فرائض کے حوالے سے اگر ہم اسلام کے روشن خطوط و نقوش پر عمل پیرا ہوں تو حق تلفیوں و بے انصافیوں کا چلن کم ہو جائے گا؛ کیونکہ ایک شخص کا فریضہ دوسرے کا حق ہوتا ہے اور جب پہلا شخص اپنی ذمہ داری اور فریضہ ادا کرلے گا تو دوسرے کا حق خود بخود اس کو پہنچ جائے گا۔ اگر شوہر اپنے فرائض ادا کرے تو بیوی کے حقوق ادا ہوں گے، بیوی اپنے فرائض و ذمہ داری ادا کرے تو شوہر کے حقوق ادا ہوں گے۔ اگر حاکم اپنے حقوق ادا کرے تو رعایا کو اس کے حقوق ملیں گے اور رعایا اپنے فرائض کو پورا کرے تو حاکم کو اس کے حقوق پہنچیں گے۔ اسی طرح والدین اپنی اولاد کے حقوق (یعنی ان کی صحیح تعلیم و تربیت کا بندوبست کریں) ادا کرے تو اولاد کے حقوق پورے ہوں گے اور اولاد اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے تو والدین کے حقوق میں کوئی کسر نہیں رہے گی، غرض ہر شخص اپنے ذمہ عائد ہونے والے حقوق و فرائض کو پورا پورا ادا کرے تو ہر شخص تک اس کے حقوق اپنے آپ پہنچتے رہیں گے۔[1]

قرآن کی نظر میں مثالی خاندانی سربراہ

قرآن مجید میں آیات موجود ہیں کہ جو خاندان کے بارے میں ہیں جیسے کہ

قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَة، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔[2]

قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ؛ [3] یہ کہیں گے کہ ہم پہلے اپنے گھر والوں میں ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے تھے۔

---

[1]- https://m.dailyhunt.in/news/india/urdu/baseerat+online-epaper-baonline/-newsid

[2]- سورہ تحریم، آیت ٦

[3]- (سورہ طور، آیت ٢٧)

قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ---؛[1] اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کرو۔

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ---؛ [2] بیٹا، نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، بدی سے منع کر۔

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ؛ [3] اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا؛ [4] اپنے اہل و عیال کو نماز کی تلقین کرو اور اس پر صبر و تحمل سے کام لو۔

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ؛[5] وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔

گھر کے سربراہ کی ذمہ داریاں

گھر کے سربراہ کو نرم دل اور باشفقت ہونا چاہیے، کیونکہ اگر وہ سخت دل ہو تو گھر کا ماحول خراب ہو جاتا ہے۔ ان پر چونکہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، جس میں ایک تربیت بھی ہے، اگر وہ سخت ہو تو گھر والے ان سے دور ہو جائیں گے، جس کی وجہ سے ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر پائے گا۔ ضروری ہے کہ ان کے اندر درجہ ذیل خصوصیات ہونی چاہیے:

اخلاق حسنہ سے پیش آنا

گھر کی سربراہ کو خوش اخلاق ہونا چاہیے۔ اگر وہ خوش اخلاق ہو گا تو اہل خانہ اسکی بات سنیں گے، جس طرح رسول اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ کی وجہ سے لوگ ان کے گرویدہ تھے، جیسا کہ قرآن مجید میں آیت ہے۔ وإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ؛[6] اور بیشک آپ ﷺ خلق کے بڑے مرتبہ پر ہیں۔ قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خوب صورت اور احسن ترین آداب و

---

[1]۔ (سورہ احزاب، آیت ۵۹)

[2]۔ (لقمان، آیت ۱۷)

[3]۔ (شعراء، آیت ۲۱۴)

[4]۔ (سورہ طٰہ، آیت ۱۳۲)

[5]۔ (سورہ طور، آیت ۲۶)

[6]۔ سورہ قلم آیہ ۴

دیعت فرمائے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کی اعلٰی واکمل منزل پر پہنچے تو اللہ تعالٰی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایاوَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيم

من لایحضرہ الفقیہ میں حدیث ہے: جب حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ حسن اخلاق کی حدود کیا ہیں؟آپؑ نے فرمایا :اس کی حدود یہ ہے کہ تو اپنے برادران کے لیے اپنے پہلو کو نرم رکھ۔اپنی گفتگو کو پسندیدہ بنا، جب اپنے برادر ایمانی سے ملے تو اس وقت تیرے چہرے پر مسکراہٹ ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" افاضلكم احسن اخلاقا، الموطئون اكنا فا، الذين يالفون و يُؤلفون و توطا رحالهم؛"

"تم لوگوں میں سے سب سے زیادہ صاحب فضیلت وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہیں۔وہی لوگ جو متواضع ہیں، دوسروں کے ساتھ جوش محبت سے ملتے ہیں۔۔۔"[1]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا

گھر کے سربراہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے، کیونکہ یہ بہت اہم فریضہ ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ؛[2] اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے، اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

قران مجید کی آیات کے علاوہ بہت سی معتبر احادیث اور اسلامی مصادر میں بھی ان دو عظیم اجتماعی وظائف کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ جن میں ان خطرات اور برے نتائج کی نشان دہی کی گئی ہے جو ان ذمہ داریوں کے ترک کرنے میں جنم لیتے ہیں۔جیسا کہ امام محمد باقرؑ سے مروی ہے:

---

[1]۔ عبد علی، الحوزوی،۔ تفسیر نور ثقلین، ج۸، ص۴۵۸ تا ۴۵۹

[2]۔۔ سورہ آل عمران آیہ ۱۰۴

ان الامر بالمعروف و نھی عن المنکر فریضة عظیمة، بھا تقام الفرائض، و تامن المذاھب، و تَحِلُّ المکَاسِبُ، وترد المظالم، و تعمرالارض وینتصف من الاعداء، و یستقیم الامر

امر بامعروف و نہی عن المنکر وہ عظیم فریضہ ہے کہ باقی فرائض انہی کے بدولت قائم ہوتے ہیں، ان کی وجہ سے راستے محفوظ ہوتے ہے، لوگوں کا کسب وکار حلال ہوتا ہے اور لوگوں کے حقوق انہیں واپس ملتے ہے اور ان کے سبب سے زمین اباد رہتی ہے، دشمنوں سے انتقام لیا جاتا ہے اور انہی کے طفیل تمام کام چلتے رہتے ہیں۔[1]

ایک شخص رسول کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ ممبر پر جلوہ افروز تھے، اس نے پوچھا: "من خیر الناس" تمام لوگوں میں سے بہتر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

آمرھم بامعروف، و انھاھم عن المنکر واتقاھم وارضاھم

جو سب سے زیادہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا ہو اور جو زیادہ پرہیزگار ہو اور جو خوشنودی خدا کی راہ میں زیادہ قدم بڑھانے والا ہو۔

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرو، ورنہ خداوند ظالم و ستم گر لوگ تم پر مسلط کرے گا جو نہ تمہارے بوڑھوں کا احترام کریں گے اور نہ بچوں پر رحم کریں گے تمہارے نیک اور صالح لوگ دعا کریں گے لیکن مستجاب نہیں ہوگی۔ وہ خداوند سے مدد طلب کریں گے لیکن خداوند ان کی مدد نہیں کرے گا، یہاں تک کہ وہ لوگ توبہ بھی کریں گے تو خدا ان کے گناہ معاف نہیں کرے گا۔[2]

جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت اتنی زیادہ ہے تو اسے سب سے پہلے اپنے اہل و عیال کے لیے کرنا چاہیے، فقط نان نفقہ کافی نہیں ہے۔

متواضع ہونا

---

[1] کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، ج۵، ص۵۶

[2] صفدر حسین، نجفی، تفسیر نمونہ، ج۲، ص۲۲۰تا۲۲۱

گھریلو زندگی میں گھر کے سربراہ کے لیے متواضع ہونا نہایت ضروری ہے، تاکہ اہل خانہ اسے ہمدرد سمجھیں اور نیکی کے امور میں بھی اس کی بات کو مانیں اور یہ اتنی بڑی خوبی ہے کہ خداوند کریم نے اپنے حبیب پیغمبر اکرم ﷺ کی اس صفت کو اپنی رحمت قرار دیتے ہوئے فرمایا: "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۚ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ"[1] پھر اللہ کی رحمت کے سبب سے تو ان کے لیے نرم ہو گیا، اور اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو البتہ تیرے گرد سے بھاگ جاتے، پس انہیں معاف کر دے اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور کام میں ان سے مشورہ لیا کر، پھر جب تو اس کام کا ارادہ کر چکا تو اللہ پر بھروسہ کر، بے شک اللہ توکل کرنے والے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

درج بالا آیت میں پیغمبر اکرم ﷺ کی ایک بہت بڑی اخلاقی خوبی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تم اپنے پروردگار کے لطف و کرم کے سبب ان پر مہربان ہوگئے اور اگر تم ان کے لیے سنگدل، سخت مزاج، اور تند خو ہوتے اور عملاً ان پر لطف و عنایت نہ کرتے تو وہ تمہارے پاس سے بکھر جاتے اور فظّ لغت میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کہ باتیں تیز و سخت ہوں اور غلیظ والقلب اسے کہتے ہیں جو سنگدل ہو اور لطف و محبت کا عملی اظہار بھی نہ سکے، اس بنا پر ان دونوں میں سختی کا معنی پایا جاتا ہے لیکن اول الذکر گفتگو میں سختی کرنے اور موخر الذکر کام میں سختی کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، گویا خدا تعالیٰ نادانوں اور گنہ گاروں کے لیے پیغمبر اکرم ﷺ کی کامل نرم دلی اور لطف و عنایت کا ذکر کرتا ہے۔[2]

درجہ بالا آیت کے مطابق جب رسول خدا ﷺ کے لیے تواضع اس قدر ضروری ہے تو ہم عام انسانوں کے لیے کس قدر ضروری ہوگی؟ اگر ہم اپنے گھر والوں کے ساتھ تواضع سے پیش نہیں آئیں گے تو وہ ہم سے دور جائیں گے، تو اس طرح ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی نہیں کر سکیں گے جو کہ ہمارا وظیفہ اور ذمہ داری ہے۔

---

[1] سورہ آل عمران، آیہ ۱۵۹

[2] تفسیر نمونہ، ج ۲، ص ۲۸۳ صفدر حسین، نجفی

بچوں سے محبت کرنا

بچے پھول کے مانند ہوتے ہیں، اس سے محبت کرنی چاہیے، اسے رحم دلی سے پیش آنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے بھی رسول ﷺ کے لیے رحم دلی کو نعمت شمار کرتے ہوئے فرمایا: " فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ؛[1] (اے رسول ﷺ) یہ اللہ کی بہت بڑی مہربانی ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے اتنے نرم مزاج ہو۔

نبی اکرم ﷺ فقط بڑوں سے نہیں بلکہ بچوں کے لیے بھی بہت مہربان تھے جیسے کہ حسنینؑ کو کندھوں پر بٹھانا اور اسی طرح یہودی بچوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ، مسلمان بچوں کے ساتھ تو ہم کسی قدر نرمی کا مظاہرہ کر ہی لیتے ہیں؛ لیکن کفار کے بچوں کے ساتھ ہمارا جو طرزِ عمل ہوتا ہے، وہ ناقابلِ بیان ہے، ان پر تو کوئی نظرِ التفات ہوتی ہی نہیں، قربان جایئے سرکارِ دو عالم ﷺ پر جنہوں نے اپنے اُسوہ سے کفار کے بچوں کے ساتھ بھی نرمی کی تلقین کی، ایک یہودی شخص کا لڑکا آپؐ کی خدمت میں تھا، وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا، آپ ﷺ نے از خود تشریف لا کر اس کی عیادت فرمائی۔

اس بچے کے سرہانے بیٹھے، پھر اس بچے سے فرمایا: اسلام قبول کرو، اس بچے نے اپنے والد پر نظر ڈالی، والد نے بھی کہا: ابوالقاسم کی اطاعت کر! لٰہذا وہ بچہ مسلمان ہو گیا، آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے نکلے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْقَذَه مِنَ النَّار[2] کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچالیا، یہ حدیث بتا رہی ہے کہ بچے پر شفقت و نرمی کی جائے، چاہے وہ بچہ کافر ہی کا کیوں نہ ہو۔[3]

رسول اکرم ﷺ اس قدر محبت و شفقت سے پیش آتے تھے اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے گھر کا ماحول بھی ایسا ہی بنائیں؛ تاکہ آسانی سے ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکیں۔ البتہ آجکل کے والدین جس قسم کی محبت کا اظہار اپنے بچوں سے کرتے ہیں وہ سچی محبت نہیں ہے۔ یہ محبت تو سمِّ قاتل ہے۔ ایسے ماں باپ جو اپنے ان فرائض سے غفلت برتتے ہیں جن کی نشاندہی اسلام نے کی ہے،

---

[1]۔ سورہ ال عمران آیہ ۱۵۹

[2]۔ بخاری: ۱۳۵۶ باب إذا اسلم الصبی فمات

10http://www.darululoom-deoband.com/urdu/magazine/new/tmp/03-Bachchon%20Ke%20Sath_MDU_06_June_14.htm[3]

بہت بڑے مجرم اور گناہگار ہیں۔ وہ اپنے بچوں کے مستقبل کو گہرے اندھیروں میں دھکیلنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایسی محبت جو بچوں کو جہنم کا راستہ دکھائے بہت بڑی ناانصافی اور دشمنی ہے۔ والدین کو اپنی محبت کا رخ اس طرف موڑنا چاہیے جس کی نشاندہی شریعت کرتی ہے۔

اہم نکات

۱: قوا اس چیز یا مادے کے معنٰی میں ہے جو کہ شعلہ دار ہے جیسا کہ مٹی کا تیل پیٹرول یا کان کا کوئلہ؟ لہذا بہت سے مفسرین نے الحجارۃ سے یہی کان کا کوئلہ مراد لیا ہے جیسا کہ ہم حدیث میں پڑھتے ہیں کہ آگ ایجاد کرنے والے پتھر وہی گندھک والی ماچس اور گندھک ہیں۔

۲: روایت میں آیا ہے کہ ایک جوان اس آیہ مبارکہ کو سنتے ہی زمین پر گر پڑا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جنت عطا کرنے کا وعدہ کیا اور فرمایا؛ بہشت ان افراد کے لیے مخصوص ہے کہ جو میرے خدا کے مقام و منزلت کی رعایت کرتے ہیں اور میرے خدا کے عذاب کے وعدے سے ڈرتے ہیں۔

۳: ہم روایت میں پڑھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خود سے وابستہ لوگوں کو دوزخ سے بچانے کا میعار اور طریقہ امر بالمعروف و نہی عن منکر ہے، اگر انھوں نے قبول کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دوزخ کی آگ سے بچایا اور اگر قبول نہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وظیفے پر عمل کیا۔

۴: روایت میں ہم پڑھتے ہیں کہ خداوند اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنے گھر والوں کو مخاطب کر کے غفلت سے بیدا کرتا ہے کہ نماز، روزہ، زکواۃ، نیز فقراء، مسکینوں، یتیموں اور ہمسائیوں کی نسبت مراقب رہو۔

۵: شاید وقودھا الناس قیامت کے دن انسان کے اعمال کے مجسم ہونے کی جانب اشارہ ہے کہ انسان کے اس دنیا کے برے اعمال اور خصائل اس روز انسان کے لیے آگ بھڑکانے کا سبب ہوں گے۔

۶: حضرت امام علیؑ کا فرمان: اپنے آپ کو اور گھر والوں کو نیکی سیکھائیں اور ان کا ادب کریں۔

۷: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان: جب آپ کے فرزند سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دیں اور جب نو سال کے ہو جائے تو سختی کریں، خواہ وہ جسمانی سزا ہی کیوں ہی ہو اور دس سال کے بعد ان کے بستر الگ کریں۔

۸: سورہ مدثر میں جہنم پر مامور ۱۹ فرشتے ذکر ہوئے ہیں اور یہاں غلاظ شِدَادٌ شائد ان کی صفت بیان ہوئی ہو۔

۹: یفعلون اللہ ما امرھم شاید اسکا مطلب یہ ہو کہ جہنم میں ڈالنے میں وہ خدا کے فرمان پر عمل کرتے ہیں اور نافرمانی نہیں کرتے۔

۱۰: فرشتوں میں بھی درجات ہوتے ہیں، اس لیے شاید اس جملے میں و ما منا الاّ لہ مقام معلوم میں بتایا جارہاہے اور یفعلون ما یؤمرون سے مراد یہ ماتحت فرشتے بالاتر فرشتوں کے حکم پہ عمل کرتے ہیں۔

اہم پیغامات

۱: فقط ایمان رکھنا کافی نہیں ہے، بلکہ اس کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے؛ یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ۔

۲: پتہ چلتا ہے کہ معاشرے کی اصلاح میں سب سے پہلے اپنے خاندان کی اصلاح کرنی چاہیے؛ قوا انفسکم و اھلیکم۔

۳: معاد و جہنم پہ ایمان کا ہونا تقویٰ کے حصول کا سبب بنتا ہے؛ قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔

۴: اولاد کی تربیت کرنا والدین کی ذمہ داری ہے؛ قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔

۵: انسانی نفس سرکش ہے اور اسکی تربیت کرنا ضروری ہے؛ قُوا أَنفُسَكُمْ۔

۶: سب سے زیادہ اپنی نفس کی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے؛ قُوا أَنفُسَكُمْ۔

۷: جب تک اپنے آپ کو گناہون کی زنجیروں سے آزاد نہ کروایسے میں دوسروں کو نہیں کرواسکتے؛ قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ۔

۸: خاندان والوں کو بغیر تربیت کے چھوڑنا جہنم میں داخل ہونے کا سبب بن سکتا ہے؛ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔

۹: جو لوگ دنیا میں سنگدل ہوتے ہیں اور آخرت میں پتھروں کیساتھ جہنم میں ہوں گے؛ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔

۱۰: ہر شعبے کے مسؤول کو اسکے مطابق رویہ اختیار کرنا چاہیے اسی لیے جہنم پہ مامور فرشتے سخت مزاج ہوں گے؛ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ۔

۱۱: یعنی جہنم میں جانے والے خداوند کے نافرمان ہوں گے لیکن اس پہ مامور فرشتے خداوند کے تابعدار ہوں گے: لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ۔

۱۲: فرشتے سابقہ اور آئندہ کسی حکم کی بھی نافرمانی نہیں کرتے: مَا يُؤْمَرُونَ۔[۱]

نتیجہ

اس چھوٹی سی کاوش سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسان کو خود سازی کے ساتھ دیگر سازی بھی ضروری ہے کہ اوران میں بھی اپنے خاندان سے ابتداء کرنی چاہیے کہ اپنے ساتھ ان کو بھی جہنم کی آگ سے بچائے وہ آگ کہ جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہیں کہ جو دنیا کی آگ سے کئی زیادہ ہے۔

منابع و مآخذ

۱. الحویزی، عبد علی، تفسیر نور الثقلین، ادارہ منہاج الصالحین، لاہور

۲. شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور

۳. فیروزالدین، فیروز لغات اردو، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

۴. قرائتی، آقا محسن، تفسیر نور، چ: اول، مرکز فرھنگی درسھایی از قرآن، قم

۵. مودودی، سید ابوالاعلیٰ تفہیم القرآان، ، چ: دہم، ادارہ ترجمان القران (پرائیوٹ) لمیٹڈ، لاہور

۶. نجفی، الشیخ محمد حسین، فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، : مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور

۷. نجفی، محسن علی، لکوثر فی تفسیر القران، چ: اول، مصباح القران ٹرسٹ، لاہور

۸. نجفی، شیخ محسن علی، بلاغ القران، : مصباح القران ٹرسٹ، لاہور

۹. نقی النقوی، سید علی، تفسیر فصل الخطاب: مصباح القران ٹرسٹ، لاہور
http://www.javedahmadghamidi.com

۱۰. :/http://www.urdumajlis.net/threads/5046

۱۱. http://www.darululoom-
-deoband.com/urdu/magazine/new/tmp/03
:https://www.facebook.com

[۱] محسن، قرائتی، تفسیر نور، ج۱۰، ص ۱۲۷ تا ۱۳۰